

شینل کمپنی کے بارے میں تفصیلی فتویٰ

حضرت مولانا مفتی رفیق احمد بالا کوئی مدظلہ العالی

مع تصویب: ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ

دارالافتاء جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام درج ذیل مسئلے کے بارے میں کہ ایک کمپنی جو شینل نام سے موسوم ہے۔ وہ ہیلٹھ مشین جس کی قیمت تقریباً دس ہزار ہے بیچتی ہے۔ اس کا طریقہ کاریہ ہے، کہ جو یہ مشین خریدے گا، اس کو کمپنی ممبر اور ایجنٹ بھی بنائے گا، اور یہ ممبر بلا واسطہ صرف دو یا تین گاہک لانے کا مجاز ہوگا اور اس کو ہر ایک گاہک پر تقریباً ایک ہزار چالیس روپے کمیشن دیا جائے گا، چونکہ اس کے لانے والے گاہک خریداری کے بعد ممبر اور ایجنٹ بن جائیں گے۔ وہ بھی اول کی طرح گاہک لانے کے مجاز اور کمیشن کے حقدار ہوں گے، اور اس کے لانے والے گاہکوں کی وجہ سے اول کو بھی کمپنی کچھ تھوڑا کمیشن دیتی ہے۔ اس طرح یہ سلسلہ چلتا ہے۔ ممبر اور ایجنٹ کے زیادہ آنے کی وجہ سے اول ممبر اور ایجنٹ کا منصب بھی بڑھتا ہے۔ جس کو کمپنی مختلف ناموں سے موسوم کرتی ہے۔ مثلاً ایڈوائس منیجر، ڈائمنڈ منیجر وغیرہ اور اسی منصب کی وجہ سے ان کو موبائل فون گاڑی وغیرہ کی صورت میں انعامات بھی خاص اصول کے تحت ملتے ہیں۔ مندرجہ بالا تفصیل کے پیش نظر درج ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں۔ (۱) ہیلٹھ مشین کی پوری قیمت یکمشت آدا کرنا اور ممبر بننا جائز ہے۔ یا نہیں، (۲) کمپنی کی رعایت کے مطابق ہیلٹھ مشین کی قیمت میں سے تقریباً ساڑھے چھ ہزار نقد ادا کرنا اور بقیہ ساڑھے تین ہزار بعد میں جب اس خریدار کو قیمت کی وجہ سے بونس اور کمیشن سے ملتا ہے۔ اس سے حاصل کرنا یہ نقد ادھار کا معاملہ کرنا اور اس صورت میں ممبر بننا جائز ہے، یا نہیں۔ (۳) ہر ممبر کو جو بلا واسطہ گاہک لانے پر کمیشن ملتا ہے وہ جائز ہے، یا نہیں۔ (۴) ہر ممبر کو جو بلا واسطہ گاہکوں کی وجہ سے کمیشن ملتا ہے وہ جائز ہے، یا نہیں۔ (۵) مخصوص مناصب اور ترقی پانے کی صورت میں جو کمپنی موبائل فون وغیرہ اشیاء کی صورت میں انعام دیتی ہے، اس کا لینا جائز ہے، یا نہیں۔

الجواب ومنہ الصدق والصواب

واضح رہے، کہ پچھلے دنوں اس طرح ممبر سازی درممبر سازی اور اس پر کمیشن کے عنوان سے کئی اداروں نے کام شروع کیا تھا۔ جن میں ایک "العماد انٹرپرائزر" بھی ہے۔ چونکہ ان اداروں کی ممبر سازی میں کوئی سامان نہیں تھا بلکہ ادارہ مخصوص رقم کے عوض لوگوں کو ممبر بناتا تھا، لہذا اس کی شرعی حیثیت بالکل واضح تھی۔ اور اہل علم نے دو ٹوک الفاظ میں اسے ناجائز اور ربا قرار دیا اور خدا ترس مسلمانوں نے اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی جس کے بعد کچھ نئے ادارے وجود میں آنے لگے۔ جن میں ممبر سازی کی فیس کے بدلے کچھ سامان کی ادائیگی کی جانے لگی اور بڑی ہوشیاری سے سامان بھی ایسا رکھا جاتا ہے۔ کہ جس کی صحیح قیمت عام لوگوں کو تو گنجاباہر اور تجربہ کار کے لئے بھی بتانا

مشکل ہوتی ہے۔ کہ اس کی حقیقی مالیت کیا ہے، اس ادارے نے جتنی قیمت بتائی اور سبز باغ دکھائے اسی پر سادہ لوح لوگوں کو آمنا سمعنا کہنا پڑتا ہے۔ اسی طرح یہ تاخر دیا جاتا ہے۔ کہ جو رقم ادارے نے ممبر سے وصول کی ہو وہ درحقیقت اس سامان کی جائز قیمت ہے۔ ”گولڈن کی“ نامی ادارہ اس کی واضح مثال ہے حالانکہ آدنی ٹائل سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ فیس سامان کی جائز قیمت ہوتی تو ادارہ ایک ایک ممبر کو کمیشن کے نام سے ہزاروں اور لاکھوں روپے کہاں سے ادا کرتا جبکہ یہ کوئی رفاہی ادارہ بھی نہیں بلکہ کاروباری ہے۔ اور روزگار کے لئے بنا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے بے روزگاروں کو روزگار ملے اور ملک و قوم کی ترقی ہو۔ انہی اداروں میں ایک ادارہ ”شینیل“ نامی بھی ہے جس کے متعلق مختلف لوگوں نے کہا ہے، اور اپنی اپنی سمجھ کے مطابق طریقہ کار کی وضاحت کی اور فتویٰ طلب کیا لیکن اس کے باوجود جواب میں غلطی کی بجائے مختلف ذرائع سے اس کے طریقہ کار کا جائزہ لیا گیا اور کمپنی کے تعارف نامے کا مطالعہ کیا گیا۔ اس ادارہ کی شرعی حیثیت بتانے سے قبل چند باتیں بطور تمہید ذکر کی جاتی ہیں۔

تمہیدی باتیں:-

”الف“۔ شینیل، کمپنی کی ممبر سازی کا بنیادی مقصد کیا ہے؟ آیا مشین کی فروختگی؟ یا ممبر سازی سے کمیشن کا حصول؟ اگر مقصد مشین کی فروختگی ہے، اور ممبر سازی و کمیشن کا یہ طویل سلسلہ زیادہ سے زیادہ مشین فروخت کرنے میں کثرت پیدا کرنے کی غرض سے ہے۔ تو بظاہر یہ محال معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس کمپنی میں ممبر بننے والے نہ تو عام طور پر بیمار ہوتے ہیں کہ جن کو مشین کے استعمال کی ضرورت محسوس ہوتی ہو اور نہ ہی یہ مشین عام طور پر طبی دوا خانوں اور مارکیٹوں میں دستیاب ہے۔ کہ اس کے ذریعے علاج کی سہولت عام ہو، حالانکہ اگر اس مشین کی افادیت اتنی ہی زیادہ ہے تو یہ سوائے کمپنی کے ممبران کے عام لوگوں کے پاس کیوں نہیں ہے؟۔ جبکہ اس دور میں معمولی فائدے کی چیز بھی عام مارکیٹ میں دستیاب ہوتی ہے۔ اور اگر مقصد مشین نہیں ہے جیسا کہ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ ایک معتد بہ رقم کے ذریعے کمیشن در کمیشن کا کاروبار چلانا مقصود ہے تو یہ جوئے کی ایک نئی شکل ہے جو کہ حرام ہے۔ اس لئے کہ کاروبار کی اس نوعیت میں اول دو تین مراحل کے بعد کاروبار انسانی محنت سے اصولاً و قانوناً خارج ہے جس پر ملنے والا کمیشن تقاریر اور سود کی تعریف میں داخل ہو کر حرام ٹھہرتا ہے جبکہ اسلامی معیشت و تجارت میں فریقین میں مال اور محنت دونوں اور نفع میں مضاربت و شراکت کی شرائط ملحوظ ہوتی ہیں۔

دفی الہندیہ: ہی عبارة عن عقد علی الشركة فی الريح بمال من أحد الحانین والعمل من الجانب الآخر۔ (الہندیہ ۲۸۵/۴)
وفی الخلاصہ:- المضارب شریک رب المال فی الربح ورأس ماله الضرب فی الأرض والتصرف (خلاصۃ الفتاویٰ ۱۸۸/۴)
وفی الدر المختار فی باب الرباھو لغة مطلق الزیادہ وشرعاً فضل خال عن العوض (الدر المختار ۱۶۸/۵)

وفی الہندیہ فی باب الرباھو فی الشرع عبارة عن فضل مال لا یقابله عوض فی معاوضۃ مال بمال (الفتاویٰ الہندیہ ۱۱۷/۳)
”ب“۔ شینیل کمپنی کا یہ اصول ہے، کہ جب کوئی شخص پہلی مرتبہ اس کا ممبر بنتا ہے تو اسے ممبر شپ حاصل کرنے کے لئے کمپنی کی طرف سے ایک عدد پر ڈویکٹ (مساج مشین) خریدنی ضروری ہوتی ہے، جس کی کل قیمت میں سے ساڑھے چھ ہزار (۶۵۰۰) روپے نقد

اور ساڑھے تین ہزار (۳۵۰۰) روپے ادھار کرنے ہوتے ہیں اور اس ادھار کی کوئی مدت مقرر نہیں ہے۔ اس صورت میں نقد ادائیگی کا معاملہ تو صاف ہے۔ لیکن ادھار کی صورت میں دو خرابیاں لازم آتی ہیں جن کا ارتکاب کیے بغیر ممبر سازی ایک لمحہ آگے نہیں چل سکتی۔

”پہلی خرابی“: یہ ہے کہ ادھار کی یہ مدت غیر معینہ اور مجہول ہے۔ جو کہ فساد کی بنیاد اور مفضی الی النزاع ہونے کی بنا پر ناجائز ہے فتاویٰ شامی میں ہے تنبیہ: وفي الزاھدی باعہ بثمان نصفه نقد ونصفه اذا رجع من بلد کذا فهو فاسد۔ (الفتاویٰ الشامیہ ۸۲/۵) اور عالمگیری میں ہے۔ واما شرائط الصحه فمنها معلومیۃ الا جل فی البیع بثمان مئو جل فیفسدان کا نمجھولا (الفتاویٰ الہندیہ ۳/۳)

”دوسری خرابی“ یہ ہے کہ اس ادھار (۳۵۰۰) کی وجہ سے کمپنی کو بیشمار مالی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ قرض ممبر سازی کے ساتھ مشروط ہے کہ کمپنی کا یہ قرض ممبر سے اس وقت ختم ہو گا جب یہ ممبر مزید دو ممبر کو کمپنی سے متعارف کروا کر ممبر بنائے اور مشین فروخت کروائے گا۔ جس سے انہیں بھی کمپنی کی باقاعدہ ممبر شپ حاصل ہو جائیگی اور ان کے ساتھ بھی یہی نقد ادھار کا معاملہ چلے گا اور پھر یہ معاملہ غیر محدود حد تک بڑھتا چلا جائے گا۔ حالانکہ شریعت نے اس قرض کو سود ہونے کی بنا پر حرام قرار دیا ہے۔ جس سے قرض خواہ کو نفع حاصل ہو اور اس پر سخت وعید اور ممانعت فرمائی ہے حدیث میں ہے: عن علی امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً کل قرض جر نفعاً فهو ربا (اعلاء السنن ۵۱۲/۱۴)

اذا اقرض احد کم قرضاً فآھدی الیہ او حملہ علی الدابة فلا یرکبہ ولا یقبلھا الا اذا جری بینہ و بینہ قبل ذالک (مشکوٰۃ ۲۴۶/۱)

وفي الأشباه کُل قرض جر نفعاً فهو حرام (الدر المختار مع الرد ۱۶۶/۵)
فلا یحل اقراض شئی لیرد الیک اقل ولا اکثر ولا من نوع آخر اصلاً وقال الموفق فی المعنی و کل قرض شرط فیہ الزیادۃ فهو حرام بلا خلاف وقد روی عن ابی بن کعب وابن عباس وابن مسعودؓ انھم نہو عن قرض جر منفعة (لی ان قال) وبالجملة فحرمة الزیادۃ المشروط فی القرض، مجمع علیہ لا خلاف فیہا من أحد لكونها منفعة قد جر القرض۔ (اعلاء السنن ۵۱۴، ۵۱۳/۱۴)

(۱) شنیل کمپنی سے ملنے والا معاوضہ کمیشن ہے

”ج“، شنیل کمپنی کے اس سارے کاروبار کی روح اور بنیاد جس کی بنا پر عوام الناس اس کی طرف متوجہ ہوتے اور ممبر شپ اختیار کرتے ہیں وہ ”کمیشن“ ہے یعنی کوئی بھی ممبر بہت قلیل عرصہ میں زیادہ سے زیادہ کمیشن حاصل کر سکتا ہے، اور اس کا طریقہ کار کچھ ایسا ہے جو شخص پہلی مرتبہ کمپنی سے متعارف ہو کر اس کا ممبر بنتا ہے۔ اس کیلئے ایک عدد پروڈکٹ ”مساج مشین“ خریدنا ضروری ہوتا ہے۔ پھر کمپنی کی

طرف سے قانوناً صرف دو یا تین ممبران اپنے ماتحت بلا واسطہ بنانے کی اجازت ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ ممبر اصولاً وہ اپنے ماتحت بلا واسطہ نہیں بنا سکتا۔ اور اگر خود محنت کر کے کوئی ممبر بنائے بھی تو کمپنی اسے بلا واسطہ ممبر بنانے کا کمیشن (جو تقریباً ۳ فیصد یعنی ۲۰۸۰) دو ہزار اسی روپے بنتا ہے) نہیں دیتی بلکہ اسے بالواسطہ ممبر کا کمیشن دیتی ہے۔ جو تقریباً ۳ فیصد یعنی (۷۲۰) سات سو بیس روپے ہے۔ اور پھر یہ دو یا تین ممبران اپنے ماتحت بھی بلا واسطہ دو یا تین ممبران لائیں گے اور وہ آنے والے بھی اپنے ماتحت مزید ممبران لائیں گے اور یہ سلسلہ غیر محدود تعداد تک بڑھتا رہے گا اور اسی حساب سے ممبران کا کمیشن بھی چلتا رہے گا۔

(۲) کمیشن کی دو حیثیتیں:-

اس حاصل ہونے والے کمیشن کی دو حیثیتیں ہیں۔

”پہلی حیثیت“ ۱۔ بلا واسطہ ممبران کے کمیشن اجرت دلائی نہیں ہے۔

”بلا واسطہ ممبران“ (یعنی ہر اول ممبر کو اپنے ماتحت جو دو یا تین آدمیوں کی ممبر سازی پر ملنے والا) کا کمیشن۔ یہ کمیشن اجرت دلائی کے محدود دائرے کے تحت صرف بقدر ضرورت جائز ہو سکتا ہے۔ لیکن فقہاء کرام نے اس بات کی بھی تصریح فرمائی ہے کہ ”دلائی“ چونکہ بنیادی طور پر محنت کے عوض سے خالی ہوتی ہے کہ اس میں محض کام کی راہنمائی ہوتی ہے اصل کام اور محنت نہیں ہوتی اس لئے اصولاً اس کو ناجائز ہی ہونا چاہئے تھا البتہ عوام الناس کے تعامل اور ان کی حاجات کی بنا پر بقدر ضرورت اس ”اجرت دلائی“ کی گنجائش دی ہے۔ لیکن اس کے باوجود پھر بھی اجرت دلائی کی اکثر صورتیں ناجائز ہی ہوتی ہیں۔ جیسا کہ فتاویٰ شامی اور خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے۔

سئل محمد بن مسلمة عن آجرة السمسار فقال أرجوان يكون مباحاً وإن كان في الأصل فاسد أكثره التعامل وكثير من هذا غير جائز۔ (الفتاویٰ الشامیہ ۶/۶۳)

وفي الأصل أجرة السمسار والمغاري والحمامي والصكاك ومالاتقدير فيه للوقت ولا مقدّر لما يستحق بالعقد لكن للناس فيه حاجة جازوان كان في الأصل فاسد۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ۱۶/۲) (یعنی علی البخاری۔ ۸۵/۱)

وقال العلامة بن نعيم في الأشباه: ما يبيع للضرورة يقدر بقدرها۔ (الأشباه والنظائر ص ۸۶)

”دوسری حیثیت“ ۲۔ بالواسطہ ممبران کے کمیشن: بالواسطہ ممبران کا کمیشن یعنی ممبران کے ماتحت دو یا تین ممبران نے آگے اپنے ماتحت جو دو یا تین ممبر بنائے تھے اور اسی طرح یہ سلسلہ آگے لا محدود چلتا ہے انکا کمیشن جو ممبران اول (یعنی ہر اوپر والے ممبر کو) ۳ فیصد کے حساب سے ملتا ہے اور جتنے ممبر بنائے جائیں گے ہر ماہ دو یا تین مرتبہ سارا کمیشن کمپنی سے وصول کرے گا۔ جبکہ اس بالواسطہ ممبر سازی اور ان ممبران کے کمیشن میں ہر اول کی کوئی محنت شامل نہیں ہوتی اور نہ ہی ہر اول کے کمیشن کے حصول کے لئے اس کی محنت اور دلائی شرط ہے بلکہ ہر اول کی بعد والی اجرت (تخو) ماتحت ممبران کی محنت کا ثمرہ ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی بالائی ممبر اپنی طرف سے کوئی محنت کرتا

بھی ہے تو وہ محض رضا کارانہ طور پر اپنے کمیشن کے حصول کے لئے اور اس کی لالچ میں کرتا ہے۔ ورنہ کمپنی کی طرف سے کوئی قانونی اور اصولی پابندی نہیں ہے گویا جو کمیشن بالائی ممبر کو ماتحت ممبران پر ملتا ہے قانوناً اور اصولاً محنت سے خالی ہے اور بغیر کسی عوض کے ملتا ہے جس کے سود ہونے میں شبہ نہیں کیونکہ اسے اجرت دلائی تو کہا نہیں جاسکتا کہ محنت سے خالی ہے اور ضرورت سے بھی زائد ہے لہذا یہ سود کی تعریف میں داخل ہو کر حرام ہے۔

الرباھو مجرد کسب من غیر عوض والشرع یحرم أخذ المال ظلماً بغیر حق شرعی۔ (التفسیر المنیر ۹۹/۳)
 نعم هذا یناسب تعریف الكنز بقوله فضل مال بلا عوض فی معاوضۃ مال بمال (الفتاوی الشامیہ ۱۶۸/۵)
 الربافی اللغۃ هو الزیادۃ والمراد به فی الآیۃ کل زیادۃ لم یقابلها عوض (احکام القرآن للعلامہ العثماني ۶۶۳/۱)
 قوله لا یلزم بالعقد ای لا یملک به کما عبر فی الكنز لأن العقد وقع علی المنفعۃ وهی تحدث شیئاً فشیئاً وشأن البذل أن یكون مقابلاً للمبدل۔ (الفتاوی الشامیہ ۱۰۶/۱)
 قال أبو بکر أصل الربافی اللغۃ هو الزیادۃ۔ وفي الشرع يقع علی معان ام یکن الاسم موضوعاً لها فی اللغۃ۔
 (احکام القرآن للحصص ۵۶۳/۱)

والربح انما یسحق بالمال أو بالعمل أو بالضمنان۔ (شامی ۶۴۶/۵)

۳۔ شینل کمپنی کے طرف سے ملنے والا کمیشن انعام بھی نہیں ہے۔

پھر اس بلا معاوضہ ملنے والے غیر محدود کمیشن کو اجرت دلائی سے ہٹ کر کمپنی کی طرف سے انعام بھی نہیں کہا جاسکتا اس لئے کہ ”انعام“ میں دینے والے کی مرضی اصل اور بنیاد ہوتی ہے کہ اس کی مرضی ہوئی تو انعام دے گا ورنہ نہیں اس پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اس سے انعام کا مطالبہ کرے۔ جبکہ اس طرف مذکورہ کمپنی بلا واسطہ ممبران پر بالائی ممبر کو کمیشن دینے کی اصولاً قانوناً پابند ہوتی ہے۔ اور اس طرح ممبر کو بھی یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ ہر ماہ دو یا تین مرتبہ کمپنی سے اپنا کمیشن وصول کر لے اور یہ کمیشن کمپنی کے معاملہ میں داخل ہے۔ لہذا اس کو انعام میں داخل کر کے جائز نہیں کہا جاسکتا ہے۔

”د“ مذکورہ کمپنی میں جہاں ممبر کو ذاتی طور پر کمیشن حاصل ہوتا ہے وہاں کمپنی کو بھی لامحدود اور وافر مقدار میں مالی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو ملکی ترقی ”ندارد“ ہے۔ کیونکہ پوری سکیم کا دائرہ کوشش غیر محدود منافع کے حصول کے لئے پروڈکٹ سکیم مشین کی فروخت کی ذریعے اپنے کاروبار کو وسیع کرنا ہے خواہ کسی خریدار کو اس کی ضرورت ہی نہ ہو اور خاطر خواہ فوائد حاصل بھی ہوں یا نہ کمپنی نے بہر صورت اپنا کاروبار باری حلقہ وسیع کرنا ہے۔ جو کہ قواعد شرعیہ و ضوابط اسلامیہ کے مطابق دائرہ ضرورت سے خارج ہے۔ جبکہ دوسری طرف کمیشن کی یہ دوڑ ایک محدود مقدار کے علاوہ محنت اور عوض جس سے خالی ہونے کی بنا پر خود ناجائز ہے (الفتاوی الشامیہ ۱۶۸/۵) (احکام القرآن للحصص ۵۶۳/۱) (ہندیہ ۱۱۷/۳) التفسیر المنیر میں ہے: ولا فرق فی

تحریم الربا بین ما یسمى القروض الانتاجية والقروض الاستهلاكية اذ لا يجوز الاقتراض الا لضرورة قصوى وهى الحالة يغلب على الظن فيها وقوع الهلاك تنطبق على ما يدعيه اصحاب المعامل والمحاللات التجارية من ضرورات وهم يقصدون بذلك اما توسيع دائرة العمل والنشاط وكل هذه المزايم لا تدخل فى دائرة الضرورة بحسب ضوابطها الشرعية ولا تحل الحرام القطعى التحريم (التفسير المنير ۱۰۰/۳)

”ھ“ شریعت نے جہاں انسان کو اس کی بود و باش کے طریقے سکھائے ہیں وہاں اسے معاشی اصول بھی بتلائے ہیں۔ اور شعبہائے زندگی میں کسب حلال کے لئے محنت کی ترغیب بھی دی ہے۔ تاکہ انسان کے اندر خود اعتمادی پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ محتاجی جنم نہ لے اور انسان کا دل دست بن کر دوسروں کے رحم و کرم پر نہ ہی آس لگائے بیٹھے اور نہ ہی بلا محنت پیسہ حاصل کرنے کا عادی ہو اس لئے کہ جب انسان بلا محنت پیسے بٹورنے کا عادی ہو جائے تو وہ محنت سے جی چراتا ہے۔ بلکہ محنت و مزدوری کو وہ ایک کوہ گراں سمجھتا ہے۔

امام فخر الدین رازیؒ اپنی لا جواب تفسیر میں رقم طراز ہیں: قال بعضهم ان الله جرم الربا من حيث انه يمنع الناس عن الاشتغال بالمكاسب فلا يكاد يتحمل مشقة الكسب والتجارة والصناعات الشاقة (التفسير الكبير للامام الرازى ۹۴/۷)

الحاصل: ”شہیل“ کمپنی اور دیگر ایسے ہی اداروں کا معاملہ بھی کچھ یوں ہے۔ اور ان کے کاروبار میں وہی محذورات و ممنوعات پائے جاتے ہیں جو سود ہونے کی بنا پر شریعت میں ناجائز اور حرام ہیں۔ مذکورہ بالا وضاحت کے بعد استفتاء میں مندرجہ سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں۔ (۱) ہیلٹھ مشین کی پوری قیمت یکمشت ادا کر کے مشین حاصل کرنا تو جائز ہے۔ لیکن ممبر سازی کے مذکورہ طریقے کے مطابق یہ خریداری شرعاً جائز نہیں جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ کیونکہ یہ سودی طریقہ ہے۔ اور سودی کاروبار حرام ہے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں: اما قوله ”الذين ياكلون الربا“ فالمراد الذين يعاملون به فخص الاكل لا نه معظم الامر فثبت بهذه الوجوه الاربعة ان المراد من اكل الربا فى هذه الاية التصرف فى الربا۔ (التفسير الكبير ۹۱/۷)

(۲) نقد کے ساتھ ادھار کا یہ معاملہ جس کی وصولیابی کے لئے کمپنی ممبر سازی کی شرط لگا کر مالی فوائد حاصل کرتی ہے۔ شرعاً ناجائز ہے۔ (شامی ۸۲/۵) (اعلاء السنن ۵۱۴/۱) (۳-۴) ہر ممبر کو بلا واسطہ (ڈائریکٹ) ممبر بنانے پر جو کمیشن ملتا ہے وہ اپنی محدود مقدار تک جائز ہے۔ لیکن بالائی ممبر کو بلا واسطہ (ان ڈائریکٹ) ممبران پر جو کمیشن ملتا ہے وہ ناجائز اور حرام ہے۔ کیونکہ اس سے حاصل ہونے والا کمیشن سود اور قمار ہے۔ (التفسیر المبر ۹۹/۳) (عمدة القاری للامام العینی ۸۵/۱۰)

۴۔ ممبر سازی پر ملنے والے مناصب اور سہولیات کی شرعی حیثیت :-

ممبر سازی کی اس دور میں جو مخصوص مناصب اور سہولیات مثلاً موبائل فون، گولڈ میڈل، گاڑی، چین کا سیاہی دورہ وغیرہ اور اس کے علاوہ دیگر سہولیات کمپنی کی طرف سے ”انعام“ نہیں ہے۔ بلکہ کمپنی کی قانونی مجبوری اور اصولی پابندی ہے۔ جو انعام کی تعریف سے خارج ہے۔ کیونکہ ان مناصب و سہولیات کا دار و مدار ممبر سازی کے ان منافع اور کمیشن پر ہے جو کمپنی کو حاصل ہوتا ہے۔ لہذا اس ناجائز طریقہ

کاروبار سے حاصل ہونے والے مناصب اور سہولیات بھی ناجائز ہی ہوں گے۔ علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ الاشباہ والنظائر میں فرماتے ہیں:

ما حرم اخذه حرم اعطاءه كالرباء ومهر البغي (تنبيه) ويقرب من هذا قاعده ما حرم فعله حرم طلبه
(الاشباہ والنظائر ص ۱۸۵ القاعدة الرابع عشر) ”الغرض“ کمپنی مذکورہ کا یہ سلسلہ کاروبار صرف ایک محدود حد تک تو جائز ہے۔
بقدر ضرورت یعنی بلا واسطہ (ڈائریکٹ) ممبران پر حاصل ہونے والی اجرت تو جائز ہے۔ لیکن چونکہ اس سکیم میں شامل ہونے کی صورت
میں اس کے تمام قواعد و ضوابط کی پابندی ضروری ہے۔ جبکہ اس صورت میں اس مخصوص دائرہ جواز کے ساتھ ناجائز اور حرام کاروبار کا بھی
کرنا پڑتا ہے۔ جس کی بنا پر حلال اور حرام کا اختلاط ہوتا ہے۔ اور شریعت نے حلال اور حرام کے اختلاط کی صورت میں حرام ہی کو ترجیح
دے کر حرمت ہی کا حکم لگایا ہے۔ اس لئے مجموعی لحاظ سے اس کمپنی کی ممبر شپ اختیار کرنے اور اس کے ذریعے مالی فوائد حاصل کرنے کو
جائز نہیں کہا جاسکتا۔ الاشباہ والنظائر میں ہے: وصرح به في فتاوى قارى الهداية ثم قال والعقد اذا فسد في بعضه فسد في
جميعه (الاشباہ والنظائر ص ۱۱۷)

اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام وبمعناه ما اجتمع محرم ومبيح الاغلب المحرم۔

(الاشباہ والنظائر ص ۱۰۹) هذا ما عندنا والله سبحانه وتعالى اعلم۔

۵۔ شینیل کمپنی کے متعلق دو متضاد فتوے اور حضرت شامزئیؒ کی تصویب:-

محترم مفتی صاحب!

ایک مسئلہ کے متعلق آپ کے فتویٰ کی وضاحت کا طلبگار ہوں۔ وہ یہ کہ ”شینیل“ نامی کمپنی میں شمولیت کے جواز و عدم جواز سے متعلق ایک
فتویٰ شائع ہوا۔ جس میں جواز کے پہلو کو بیان کیا گیا ہے۔ اور فتویٰ پر آپ (حضرت شامزئی صاحب) کے دستخط بھی ہیں۔ جبکہ آپ کے
دارالافتاء سے اسی سوال کے جواب میں جاری ہونے والے فتویٰ میں عدم جواز کو بیان کیا گیا ہے۔ دونوں کی نقول حاضر خدمت
ہیں۔ ایسی صورتحال میں کونسے فتویٰ پر عمل کیا جائے؟

براہ کرم کسی ایک فتویٰ کی تصویب فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

(المفتی)

غیاث الدین گلشن اقبال

الجواب باسمہ تعالیٰ

”شینیل کمپنی“ کا مارکیٹنگ سسٹم اور طریقہ ترسیل متعدد تجارتی و ترغیبی صورتوں پر مشتمل ہے۔ بلاشبہ بعض صورتوں پر جواز کا حکم لگ سکتا

ہے۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ بعض صورتیں کسی شرعی معاملہ کے ضمن میں داخل نہیں کی جاسکتیں عرصہ سے ”شیل کپنی“ کے متعلق ہر جگہ سے استفتاء سوال اور مختلف جگہوں سے کم و بیش مختلف جوابات کا سلسلہ جاری رہا۔ اس اختلاف کا عمومی باعث تو سوال کا اختصار اور اس کی تفصیل اور بعض دفعہ مفتیان کرام کے فہم و ادراک کا فطری تفاوت بھی اس کا سبب ہوا کرتا ہے۔ یہ دونوں باتیں کوئی انہونی باتیں نہیں بلکہ ایک امر واقعی ہے۔ اور اس طرح کے اختلاف کی مثالوں سے علماء کا کوئی دور شاید ہی خالی رہا ہو۔ اس لئے مذکورہ دونوں فتوؤں کو اسی تسلسل کا حصہ قرار دینا چاہئے۔ البتہ ایسی صورت حال میں عامی ”مفخص“ کے لئے کیا حکم ہے۔ وہ کون سے ”فتویٰ“ پر عمل کرے؟ علماء اصولیین نے ”عامی“ کے لئے راستے بتائے ہیں سب سے سرفہرست اور لائق ترجیح یہ ہے کہ وہ جائز و ناجائز کے تعارض کی صورت میں عدم جواز کے پہلو کو اختیار کرے، یعنی جس ”فتویٰ“ میں مسئلہ کی حرمت کو بیان کیا گیا ہے۔ ”عامی مستفتی“ کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ حرمت بیان کرنے والے فتویٰ پر عمل کرے۔ جس ”فتویٰ“ میں جواز کا بیان ہو اس پر عمل سے اجتناب کرے۔ کیونکہ احتیاط کا تقاضہ ہی یہی ہے۔

(کمافی البحر الرائق ۶/۲۶۹، المجموع شرح المہذب ۶/۱-۵۵، صفة الفتویٰ -- ص ۷)

دوسرے یہ کہ وہ عقود اور معاملات جو جائز اور ناجائز دونوں قسم کی صورتوں پر مشتمل ہوں۔ ان عقود و معاملات میں! صولی طور پر عدم جواز کے پہلو کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ جواز کے پہلو کو رخصت و گنجائش کے باوجود نظر انداز کیا جاتا ہے۔

(کمافی المجموع ۶/۱ و الاشباء والنظائر لابن نجیم ص ۱۱۷)

لہذا ان دو اصولوں کی رو سے ہمارے دارالافتاء (دارالافتاء جامعہ بنوری ٹاؤن) کا فتویٰ قابل ترجیح ہے۔ کیونکہ اس فتویٰ میں ”شیل کپنی“ کے سسٹم میں شمولیت کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اور ”جامعہ خلفاء راشدین“ ”ماڑی پور“ سے جاری ہونے والا فتویٰ جس میں جواز کا بیان ہے، اصولاً قابل عمل نہیں ہے، اس لئے اس سے بعد دارالافتاء جامعہ خلفاء راشدین ماڑی پور کے مذکورہ فتویٰ کو میرے دستخط اور نام کی بنا پر قبول نہ کیا جائے۔ رغایۃ لاصول ثابتۃ لدى الفقهاء الکرام۔ رحمہ اللہ۔

(المجموع شرح المہذب ۴۵/۱) فقط واللہ اعلم ۱۴۲۳/۱۱/۲۰۔۔۔۔۔ ۲۰۰۲/۱/۲۴

(حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامری)

دارالافتاء جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ۵

فضائی آلودگی سے بچنے کے لئے صاف ماحول قائم کرنا:

نبی کریم ﷺ ماحول کو صاف رکھنے پر خاص زور دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے:

ترجمہ: ”ایمان کی ستر سے کچھ اوپر شاخیں ہیں جن میں سب سے افضل لا الہ الا اللہ کا عقیدہ رکھنا ہے اور سب سے سہل الحصول راستے سے

مذہبی چیز دور کرنا ہے۔“ (صحیح مسلم ۵۸): کتاب الایمان (۱) باب بیان عدد شعب الایمان (۱۲)